ناپ تول میں کمی کا گناہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب
مدظلہم



مکتبۃ الاسلام کراچی

ناپ تول
میں کمی کا گناہ

ناپ تول میں کمی کا گناہ

اس میں ناپ تول کی کمی کے گناہ کی مختلف صورتیں، اور اس گناہ کا عذاب اور وبال بیان کیا گیا ہے۔

افادات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مرتب

مولانا محمد حذیفہ صاحب

رفیقِ دارالافتاء و استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود
ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی
موبائل : 0300-8245793
ای میل : maktabatulislam@gmail.com
ویب سائٹ : www.maktabatulislam.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی
موبائل : 0300- 2831960
فون : 021- 35123161 ، 021- 35032020
ای میل : ilmaarif@live.com

فہرستِ عنوانات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ
يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ
بَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا . اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا
الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾
وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوْٓا
اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا
كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ
رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ
يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ (الشعراء: ١٧٦ تا ١٩١)

ترجمہ

اَیکہ کے باشندوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ○ جبکہ شعیب نے اُن سے کہا کہ: کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ ○ یقین جانو کہ میں تمہارے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں، ○ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور میری بات مانو۔ ○ اور میں تم سے اس کام پر کسی قسم کی کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔ میرا اَجر تو صرف اُس ذات نے اپنے ذمے لے رکھا ہے جو سارے دنیا جہان کی پرورش کرتی ہے۔ ○ پورا پورا ناپ کر دیا کرو، اور اُن لوگوں میں سے نہ بنو جو دوسروں کو گھاٹے میں ڈالتے ہیں ۔ ○ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو، ○ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو، اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو۔ ○ اور اُس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے، اور پچھلی مخلوق کو بھی۔ ○ کہنے لگے: تم

پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے،○ تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو، اور ہم تمہیں پورے یقین کے ساتھ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ○ لہٰذا اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔ ○ شعیب نے کہا: میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔○ غرض ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے آ پکڑا۔ بیشک وہ ایک زبردست دن کا عذاب تھا۔○ یقیناً اس سارے واقعے میں عبرت کا بڑا سامان ہے، پھر بھی ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔○ اور یقین رکھو کہ تمہارا پروردگار صاحبِ اقتدار بھی ہے، بڑا مہربان بھی۔ ○

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیلئے ایک واقعہ

میرے قابلِ احترام بزرگو!

ان آیات میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا واقعہ مذکور ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لیے اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے کہ جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ایمان نہیں لائی تھی اور انہوں نے بجائے ایمان لانے کے معاذ اللہ حضرت شعیب علیہ السلام کو کہا کہ آپ پر کسی نے زبردست جادو کر دیا ہے اور اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو آپ ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا کر دکھائیں، تا کہ ہمیں پتہ چلے کہ واقعی آپ سچے ہو اور ہم غلطی پر ہیں، لیکن یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔

پہلی قوموں کا طرزِ عمل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ کفارِ مکہ بھی آپ سے من پسند معجزات کا مطالبہ کر رہے ہیں اور آپ جو دعوت لے کر ان کے پاس آئے ہیں مختلف طریقوں سے اس کو جھٹلا رہے ہیں اور آپ کی دعوت پر ایمان نہیں لاتے، جس کی وجہ سے آپ پریشان ہوتے ہیں اور آپ کو تکلیف ہوتی ہے تو آپ گھبرائیں نہیں، پہلی بار آپ کے ساتھ ایسا نہیں ہو رہا، آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبروں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے، چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی ایسا ہی طرزِ عمل اختیار کیا تھا اور وہ ایمان نہیں لائے، بلکہ انہوں نے فوری طور پر عذاب بھی طلب کیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا کہ تم پر عذاب کا لانا میرے اختیار میں نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر مبنی ہے، وہ جب مناسب سمجھیں گے اور جس وقت عذاب لانا موزوں سمجھیں گے اور جس قسم کا عذاب دینا چاہیں گے، دے دیں گے، میں اس بارے میں فیصلہ کرنے والا کون ہوتا ہوں! میرا کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے اور اس کے احکام کو پہنچانا ہے۔

بالآخر حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی تسلی رکھیں، اور کفارِ مکہ کو جو مہلت دی جا رہی

ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی مہربانی ہے کہ ان کے عذاب طلب کرنے پر فوری عذاب نہیں آ رہا، پچھلی قوموں کے طلب کرنے پر ان پر عذاب جلدی آ گیا تھا، اور ان پر اتنی جلدی عذاب نہیں آ رہا، تاکہ یہ سوچیں، غور کریں، فکر کریں اور غور و فکر کر کے ایمان لانے کی کوشش کریں، ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے کا وعدہ ہے، وہ آ کر ہی رہے گا۔

ان آیات میں اللہ پاک فرما رہے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعے میں عبرت کا بڑا سامان ہے۔ اس میں ہمارے لیے بڑے سبق ہیں، بڑی نصیحتیں ہیں، اہم احکام ہیں اور ان کے عبرتناک انجام سے دوسروں کو عبرت بھی ہوتی ہے، اس کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا واقعہ

''اَیْکَہ'' کے معنیٰ ''جنگل'' کے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام جس قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے وہ ایک جنگل کے پاس آباد تھی، اس لئے ان کو ''أَصْحَابُ الْاَیْکَہ'' کہا گیا ہے یعنی جنگل والے لوگ، بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اُس بستی کا دوسرا نام ''مَدْیَنْ'' ہے، اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ ''مَدْیَنْ'' الگ بستی کا نام ہے اور ''اَیْکَہ'' کے پاس جو قوم آباد تھی وہ الگ ہے، دونوں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا، لہٰذا چاہے یہ دو الگ

قوموں کے لوگ ہوں یا ایک قوم کے لوگ ہوں، بہرحال یہ لوگ جنگل کے قریب آباد تھے اس اعتبار سے ان کو "أَصْحَابُ الْاَیْکَہ" کہتے تھے اور اس جگہ کا نام اصل میں "مَدْیَنْ" تھا اور وہاں حضرت شعیب علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے، اس اعتبار سے یہ "اَصْحَابِ مَدْیَنْ" بھی کہلاتے ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا پہلا گناہ

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کفر و شرک میں مبتلا تھی، حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی، ایمان کی دعوت دی، توحید کی دعوت دی، بت پرستی سے توبہ کرنے کی تلقین فرمائی، جیسا کہ ہر نبی یہ کام کرتے ہیں، حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی یہی کام کیا، لیکن ساتھ ساتھ یہ لوگ چند اور بڑے گناہوں میں بھی مبتلا تھے جس میں سے ایک بڑا گناہ یہ تھا کہ یہ ناپ تول میں ڈنڈی مارتے تھے، اور ناپ تول میں کمی کرتے تھے مثلاً اگر کوئی ایک سیر مانگتا تو ڈنڈی مار کر ایک چھٹانک کم دیتے تھے یا آدھا پاؤ کم دیتے تھے، غرض ناپ تول میں مال پورا نہیں دیتے تھے جبکہ پیسے پورے لیتے تھے، ظاہر ہے یہ حرام ہے اور ناجائز ہے، اسی لیے ان پر عذاب آیا۔

ناپ تول میں کمی حرام اور ناجائز ہے

ناپ تول میں کمی کرنا ہماری شریعت میں بھی حرام اور ناجائز ہے،

قرآنِ پاک میں اس سے بچنے کی خاص طور پر تاکیدیں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔ (سورۃ الإسراء: آیت:۳۵)

ترجمہ

اور جب کسی کو کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پورا ناپو، اور تولنے کیلئے صحیح ترازو استعمال کرو۔ یہی طریقہ درست ہے، اور اسی کا انجام بہتر ہے۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

قرآن کریم کی ایک پوری سورت "سورۃ المطففین" اس بارے میں نازل ہوئی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اس گناہ کے عذاب سے ڈرا کر قیامت کے دن کی پیشی یاد دِلائی ہے کہ اس دن کیا جواب دوگے جہاں اعمال کا پورا پورا وزن ہوگا اور کوئی چیز چھپ نہیں سکے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ناپ تول میں کمی کرنے کا وبال

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝٢ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَّوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝٦

ترجمہ

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں۔ اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سوچتے کہ اُنہیں ایک بڑے زبردست دن میں زندہ کرکے اُٹھایا جائے گا؟ جس دن سب لوگ ربُّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

اس آیتِ شریفہ میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے جو دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے میں تو بڑی سرگرمی دکھاتے ہیں اور پورا پورا حق لیتے ہیں، لیکن جب دوسروں کا حق دینے کا وقت آتا ہے یعنی جب وہ لوگوں کے ہاتھ مال بیچتے ہیں تو کم ناپتے اور کم تولتے ہیں یا تولتے وقت ڈنڈی مار دیتے ہیں یا کسی طریقہ سے ایک طرف کا پلڑا جھکا دیتے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کو قیامت کے دن کی پیشی یاد دلائی گئی ہے اور فرمایا کہ جس دن اللہ ربّ العالمین کے حضور یہ لوگ کھڑے ہوں گے اُس دن اس خیانت کا وبال ظاہر ہوگا!

ناپ تول میں کمی کرنا فقر و فاقہ کا سبب ہے

متعدد احادیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گناہ کی مذمت اور اس کا بُرا انجام بیان فرمایا ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے لوگوں کو قحط اور رزق کی تنگی

میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

پانچ چیزیں ہیں ان کے بارے میں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان میں مبتلا ہو۔

(۱)... جب کسی قوم میں بے حیائی کے اَفعال علی الاعلان ہونے لگیں گے تو وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو اُن کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔

(۲)... اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی تو قحط، تنگی اور حکمرانوں کے ظلم میں مبتلا ہوگی۔

(۳)... جب کوئی قوم زکوٰۃ نہیں دے گی تو ان سے رحمت کی بارش روک لی جائے گی، اگر جانور نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ برستی۔

(۴)... جب کوئی قوم عہد شکنی کرے گی تو اللہ تعالیٰ غیر قوم سے اُن پر دشمن مسلط فرمادے گا جو زبردستی اُن کے مال لے لے گی۔

(۵)... اور جب مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (اپنی مرضی کے کچھ احکام) اختیار کرلیں (اور باقی چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو خانہ جنگی اور) باہمی اختلافات میں مبتلا فرمادیں گے۔[ع۱]

ع۱ سنن ابن ماجہ - ۲/۱۳۳۲

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اللہ تعالیٰ اُن کا رزق ختم کردیتے ہیں۔[1]

فقر و فاقہ اور قطعِ رزق کی صورتیں

مذکورہ احادیثِ طیبہ میں ناپ تول کی کمی کے گناہ کی سزا میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں:۔

(۱)... رزق ختم کرنا (۲)... قحط میں مبتلا ہونا (۳)... تنگی اور فقر میں مبتلا ہونا

(۱)... حدیث میں جن لوگوں کا رزق ختم کردینے کا ارشاد ہے اُس کی یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ اُس کو رزق سے بالکل محروم کردیا جائے۔ اور یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ رزق موجود ہوتے ہوئے وہ اُس کو کھا نہ سکے یا استعمال نہ کرسکے، جیسے بہت سی بیماریوں میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے، جو اس زمانہ میں بہت عام ہیں۔ مثلاً شوگر اور بلڈ پریشر وغیرہ کی وجہ سے مریض بہت سی غذاؤں سے محروم رہتا ہے۔

(۲)... اسی طرح قحط کی یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ اشیاءِ ضرورت مفقود ہوجائیں، یعنی دستیاب نہ ہوں۔ اور یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ اشیاء تو موجود ہوں بلکہ کثیر مقدار میں ہوں لیکن اس کے باوجود اتنی مہنگی ہوجائیں اور اُن کی قیمت اتنی بڑھ جائے کہ خریدنا مشکل ہوجائے

---

[1] موطأمالک: ۳/۶۵۴

جیسا کہ آجکل اس کا مشاہدہ اکثر چیزوں میں ہورہا ہے۔ بہرحال یہ بڑے وبال کی چیز ہے، اس لئے ناپ وتول میں کمی کے گناہ سے بچنا چاہئے۔

(۳)... اور حدیث میں فقر واحتیاج مسلط کرنے کا جو ارشاد ہے اس کے معنی صرف یہی نہیں کہ روپیہ پیسہ اور ضرورت کی اشیاء اس کے پاس نہ رہیں، بلکہ فقر کے اصلی معنی محتاجی اور حاجتمندی کے ہیں۔ ہر شخص اپنے کاروبار اور ضروریاتِ زندگی میں دوسروں کا جتنا محتاج ہو وہ اُتنا ہی فقیر ہے۔ اس زمانے کے حالات پر غور کیا جائے تو انسان اپنے رہن وسہن اور نقل وحرکت اور اپنے ارادوں کے پورا کرنے میں ایسے ایسے قوانین میں جکڑا ہوا نظر آتا ہے کہ اُس کے لقمہ اور کلمہ تک پر پابندیاں ہیں، اپنا مال موجود ہوتے ہوئے خریداری میں آزاد نہیں کہ جہاں سے چاہے کچھ خریدے۔ سفر میں آزاد نہیں کہ جب کہیں جانا چاہے چلا جائے، ایسی ایسی پابندیوں میں انسان جکڑا گیا ہے کہ ہر کام کیلئے دفتر کے چکّر اور افسروں سے لیکر چپراسیوں تک کی خوشامد کئے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے، یہ سب محتاجی ہے جس کا دوسرا نام فقر ہے۔ [۱]

---

[۱] تفسیر معارف القرآن: ۸/۶۹۵

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ پورا پورا تولنا اور پورا پورا ناپنا واجب ہے اور ناپ تول میں کمی کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ البتہ دیتے ہوئے جھکتا ہوا تولنا اور ناپنے میں تھوڑا سا زیادہ دینا مستحب ہے اور اس میں اللہ پاک نے غیر معمولی خیر و برکت رکھی ہے، روایات میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو پیسے لیکر تول رہا تھا، یعنی تولنے کی مزدوری اس نے طے کی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا ''زِنْ وَأَرْجِحْ'' یعنی تولو اور جُھکا کر تولو۔ لہٰذا اگرچہ یہ مستحب ہے، فرض واجب نہیں ہے لیکن مستحبات پر عمل کرنے میں ہمیشہ فائدہ اور خیر و برکت ہوتی ہے، اس لیے جو ناپ تول کا کام ہے اس میں دیتے ہوئے ہمیشہ جھکتا ہوا اور تھوڑا سا زیادہ ناپ کر یا تول کر دینا بہتر اور افضل ہے۔

ناپ تول میں کمی کی مختلف صورتیں

آج کل ناپ وتول میں کمی کا عام رواج ہے، ہماری مارکیٹوں میں جتنی چیزیں خریدی اور بیچی جاتی ہیں وہ عام طور پر تین طریقے سے بیچی اور خریدی جاتی ہیں:۔

(۱)... تول کر (۲)... ناپ کر (۳)... گِن کر

بعض جگہ تینوں طریقوں میں ڈنڈی ماری جاتی ہے۔

ترازو اور اس کے باٹ میں کمی کرنا

تولنے کیلئے پرانا طریقہ ترازو کا ہے، جس کے دو پلڑے ہوتے ہیں اور ایک طرف بٹا رکھا جاتا ہے، دوسری طرف جو چیز خریدی اور بیچی جاتی ہے وہ دوسرے پلڑے میں رکھی جاتی ہے، یہ پرانا طریقہ ہے، بعض لوگ اس میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں، اس کیلئے لوگوں نے مختلف طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں، کہیں بٹوں کا فرق ہوتا ہے کہ حکومت کی طرف سے جو بٹے مقرر ہیں کہ یہ ایک سیر کا بٹہ ہے، یہ آدھا سیر کا ہے، یہ ایک پاؤ کا ہے، یہ ایک چھٹانک ہے، وہ اس میں سے تھوڑا سا کم کر دیں گے، باہر سے وہ پورا نظر آئے گا کہ ایک کلو کا بٹا ہے لیکن اندر سے تھوڑا سا لوہا یا پیتل نکالا ہوا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے پورا ایک سیر نہیں ہوتا، بلکہ وہ ایک چھٹانک کم ایک سیر ہوتا ہے۔

ایسے ہی اکثر بٹوں میں ترازو کے پلڑے کے نیچے پہلے سے اس میں ایک چھٹانک کا پتلا تانبہ چڑھا ہوا ہوتا ہے یا پیتل کی چادر چڑھائی ہوئی ہوتی ہے، اس کے لحاظ سے جو چیز تول کر بیچ رہے ہیں وہ کم دی جاتی ہے۔ اور بعض لوگ اس طرح کرنے کو معاذ اللہ کمال سمجھتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے اور ناجائز ہے اور قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔

نئے ترازو میں کمی کرنا

آجکل الیکٹرانک کانٹے آگئے ہیں، اس میں دو پلڑے نہیں ہوتے، بس

اس کے اوپر چیز رکھیں فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ وزن کتنا ہے، اور بھی قسم قسم کے ترازو وجود میں آگئے ہیں جس میں دو پلڑے نہیں ہوتے، کوئی سیل سے چلتا ہے، کوئی بجلی سے چلتا ہے، جن کو الیکٹرانک ترازو اور کانٹا کہتے ہیں، ان کے ذریعے ناپا اور تولا جاتا ہے، اس میں بھی کمی و بیشی کی جاتی ہے۔ جیسے پیٹرول جو ہم اپنی گاڑیوں میں اور بائیک وغیرہ میں ڈلواتے ہیں اس میں بھی ڈنڈی ماری جاتی ہے، کچھ پٹرول پمپ والے اس کے ناپ کے میٹر میں پہلے ہی کچھ پوائنٹ کم کر دیتے ہیں اور جب آپ ان سے ایک لیٹر پیٹرول لیں گے تو تھوڑا سا کم آئے گا، یہ بھی ناپ و تول میں کمی کرنا ہے جو جائز نہیں۔

نمکو، بیکری اور مٹھائی بیچنے والے توجہ دیں!

غرض دنیا میں جتنی بھی چیزیں بیچی جاتی ہیں اور تول کر بیچی جاتی ہیں ان میں فرق کیا جاتا ہے اور کمی کی جاتی ہے، مثلاً ہماری برادری کے لوگ زیادہ تر مٹھائی، نمکو اور بیکری کے سامان کا کاروبار کرتے ہیں، ان کے یہاں بھی بڑی گڑبڑ ہے، مگر سب کے یہاں نہیں، کسی کسی کے یہاں ڈبے کا وزن پورا دینے کا اہتمام ہے اور اکثر کے یہاں اس میں کوتاہی کی جاتی ہے کہ جب وہ مٹھائی، بسکٹ یا کیک تولتے ہیں تو ڈبے کے ساتھ تولتے ہیں، اب وہ ڈبہ اگر دس گرام کا ہے تو مٹھائی وغیرہ دس گرام کم دی جاتی ہے، اور گاہک دو کلو مٹھائی لے تو اس کا ڈبہ پچیس گرام کا ہوگا یا تیس گرام کا ہوگا اور وہ ڈبے میں مٹھائی

سجا کر تولیں گے اور کانٹے پر رکھیں گے تو اس میں تیس گرام ڈبے کا وزن ساتھ میں تلے گا جس کی وجہ سے اتنی مٹھائی کم ہوگی اور پیسے پورے ایک کلو یا دو کلو مٹھائی وغیرہ کے لیے جاتے ہیں، یا مثلاً پانچ کلو کے ڈبے میں پچاس گرام کا ڈبہ ہوگا یعنی وہ ڈبے کا وزن بھی ساتھ میں تلے گا، چنانچہ ڈبے کے وزن کے برابر مٹھائی کم ہو جائے گی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جائز کر رہے ہیں مگر یہ ڈنڈی مارنا ہے اور ناجائز ہے، اور اس لئے بھی جائز نہیں ہے کہ مٹھائی کے ریٹ مقرر کرتے وقت ڈبے اور پیکنگ کا خرچہ اس میں شامل ہوتا ہے، مٹھائی وغیرہ تولتے وقت ڈبے کے وزن کے برابر مٹھائی کم دینا سراسر ناجائز ہے، اس لیے ایسا کرنے سے بچنا واجب ہے، اور مٹھائی، بسکٹ اور کیک وغیرہ تول کر پورا پورا دینا ضروری ہے۔ ڈبے کے اندر یا تھیلی پر چند گول مول جملے لکھ کر مطمئن نہ ہوں، کیونکہ نہ کوئی وہ جملے پڑھتا ہے اور نہ کوئی اس کو سمجھتا ہے، اتنا لکھنے سے مٹھائی وغیرہ ڈبے کے وزن کے برابر مٹھائی وغیرہ کم دینا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈریں، آخرت کی پکڑ سے خوف کھائیں، گاہک کو مٹھائی وغیرہ پوری پوری تول کر دیں!

یاد رکھیں کہ مٹھائی کے کاغذ والے ڈبے اور گول ٹین والے ڈبے میں حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، گول ٹین کا ڈبہ چونکہ وزنی ہوتا ہے اس لئے اس ڈبہ میں مٹھائی پیک کرتے وقت عام طور پر گاہک سے پوچھ لیا جاتا ہے کہ ڈبے کے علیحدہ پیسے دیں گے یا اس کے ساتھ وزن ہوگا؟ اگر گاہک علیحدہ

پیسے دے تو اُسے مٹھائی کا پورا وزن دیا جاتا ہے۔ اسی طرح کاغذی ڈبہ میں بھی اگر چاہیں تو گاہک سے صاف صاف معلوم کرکے اُس سے ڈبے کے پیسے لے سکتے ہیں، ورنہ پھر گاہک کو مٹھائی کا پورا وزن دینا چاہئے، گاہک کو بتائے بغیر ڈبے کو وزن میں شامل کرنے کا طریقہ درست نہیں ہے۔

پونڈ کے حساب سے کیک فروخت کرنا

اسی طرح مٹھائی کا کاروبار کرنے والے بعض حضرات سے معلوم ہوا ہے کہ کیک تیار ہونے کے بعد ہر سائز کے کیک میں عام طور پر پچاس گرام تک وزن میں کمی سامنے آتی ہے، لیکن مٹھائی کی دکان اور بیکری میں جو کیک ایک پونڈ اور دو پونڈ کے نام سے بیچے جاتے ہیں اُنہیں فروخت کرتے وقت ایک پونڈ اور دو پونڈ وزن کرکے اطمینان نہیں کیا جاتا کہ واقعۃً اس میں ایک پونڈ اور دو پونڈ وزن ہے بھی یا نہیں؟ لہٰذا یہ طریقہ بھی درست نہیں ہے، گاہک سے اگر دو پونڈ کے پیسے لئے ہیں تو اُسے پورے دو پونڈ وزن دینا ضروری ہے۔

البتہ بعض مٹھائی کا کاروبار کرنے والے اس سلسلہ میں احتیاط سے کام لیتے ہیں کہ وہ مٹھائی کی طرح کیک کی بھی فی کلو قیمت مقرر کرتے ہیں، پھر گاہک کو دیتے وقت کیک کو تولتے ہیں، جتنا بھی وزن ہو اُس کے حساب سے مقررہ ریٹ لے لیتے ہیں، اُن کے یہاں پونڈ سے فروخت کرنے کا رواج نہیں ہے، اس طرح کیک کا خالی ڈبہ اور کیک کے نیچے رکھنے کا گتہ بھی بغیر

وزن کے گاہک کے پاس جاتا ہے۔ یہ طریقہ بلا شبہ جائز ہے، دوسرے دکانداروں کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

گرم ماوے کا وزن کر کے ٹھنڈا ماوا فروخت کرنا

اسی طرح گرم گرم ماوے کا وزن اگر دس کلو ہے تو بالکل ٹھنڈا ہونے کے بعد دس کلو ماوے کے وزن میں آدھا پاؤ وزن کم ہوجاتا ہے، بعض مرتبہ زیادہ بھی ہوجاتا ہے۔ لیکن مٹھائی کی بعض دکانوں میں ماوا ٹھنڈا ہونے کے بعد فروخت کرتے وقت وزن کر کے اطمینان نہیں کیا جاتا کہ جتنا وزن کہہ کر بیچ رہے ہیں وہ پورا ہے بھی یا نہیں؟ بلکہ گرم ماوے کا وزن کیا جاتا ہے اور اسی حساب سے ٹھنڈا ماوا بھی فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بھی درست نہیں ہے، اس سے بچنا چاہئے اور ماوا ٹھنڈا ہونے کے بعد دوبارہ وزن کر کے اُسی کے حساب سے گاہک کو پورا وزن دینا چاہئے۔

ناپ کر بیچی جانے والی چیزیں

دنیا میں بہت ساری چیزیں ناپ کر بھی بیچی جاتی ہیں مثلاً گھی ناپ کر بیچا جاتا ہے، تیل ناپ کر بیچا جاتا ہے، کہیں تول کر بھی بیچا جاتا ہے، بہرحال ناپ کر بیچنے کی صورت میں مثلاً ایک پاؤ کا پیمانہ ہے یا آدھا سیر کا پیمانہ ہے، یا ایک لیٹر کا پیمانہ ہے مگر اس میں ڈنڈی ماری جاتی ہے، اتنا بڑا پیمانہ ہے مگر

اس کے اندر کم آتا ہے، باہر سے پورا پیمانہ نظر آرہا ہے لیکن ایسی مہارت سے اس کو بنایا گیا ہے کہ اندر سے دیکھو تو بھی پورا لگے گا، باہر سے دیکھو تب بھی پورا نظر آئے گا، لیکن اندر سے اس میں گھی تیل وغیرہ ایک چھٹانک کم ہوتا ہے، اور ایسے پیمانوں سے ناپ کر گھی اور تیل دے رہے ہیں، دودھ دے رہے ہیں، گاہک ایک سیر مانگتا ہے جبکہ دکاندار ایک چھٹانک کم ایک سیر دیتا ہے، یہ ناپنے میں کمی کی جارہی ہے جو سراسر حرام ہے۔

گھی اور مکھن برتنوں میں فروخت کرنا

اسی طرح گھی اور مکھن برتنوں اور پیالیوں میں فروخت ہوتا ہے، اور اب گھی چھوٹی بالٹیوں میں بھی بک رہا ہے، ان بالٹیوں کا وزن تقریباً دس گرام سے ستر گرام تک مختلف وزن والی بالٹیاں ہوتی ہیں، اکثر دکانوں پر لکھا ہوتا ہے کہ بالٹی یا پیالی کا وزن ساتھ شامل ہے۔اگر دکاندار ستر گرام والی بالٹی کا وزن شامل کر رہا ہے تو وہ قیمت بالٹی کی نہیں لگاتا، بلکہ وہ ستر گرام گھی کی قیمت لگاتا ہے، اس میں دکاندار کا فائدہ ہے کہ اُسے ستر گرام کی بالٹی ستر گرام گھی سے سستی پڑتی ہے، لیکن وہ گاہک سے ستر گرام گھی کے پیسے لیتا ہے، اس طرح مجموعی قیمت میں مزید اس کو نفع ہوجاتا ہے، اس طریقہ میں بھی گاہک کے سامنے پوری صورتحال واضح ہونا ضروری ہے، ورنہ گاہک سے صرف بالٹی کے پیسے لئے جائیں یا بالٹی کا وزن منہا کر کے گھی اور مکھن

فروخت کیا جائے۔

ناپ کر بیچی جانے والی چیزوں میں کپڑے بھی ہیں، کپڑے ناپ کر بیچے جاتے ہیں اور بہت سی چیزیں ناپ کر بیچی جاتی ہیں، اس میں بھی طرح طرح سے کمی کی جاتی ہے۔ جن سے بچنا ضروری ہے۔

گن کر بیچی جانے والی چیزوں میں کمی کرنا

تیسرے نمبر پر وہ چیزیں ہیں جو گن کر بیچی جاتی ہیں، مثلاً درجن کے حساب سے بیچی جاتی ہیں جیسے ایک درجن کیلے خریدے اور گھر جا کر دیکھیں تو گیارہ نکلیں، انڈے بیچے جا رہے ہیں مثلاً دس درجن ہیں، اب سارے انڈے کون گنے گا، اس کے کریٹ ہوتے ہیں اور کریٹ کو دیکھ لیا جاتا ہے کہ ہاں پورے دس کریٹ ہیں، لیکن اس میں کہیں نہ کہیں کچھ کمی کر دی جاتی ہے یا کچھ انڈے خراب رکھ دیئے جاتے ہیں جو جائز نہیں۔

ملاوٹ کرنا اور نقلی مال کو اصلی بتا کر فروخت کرنا

ناپ تول میں کمی کے مفہوم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ مال میں ملاوٹ کی جائے، پھر اس ملاوٹ شدہ مال کو خالص اور اصلی کہہ کر فروخت کیا جائے، مثلاً ایک کلو دیسی گھی کے ڈبے میں تین پاؤ دیسی گھی ہو اور ایک پاؤ دوسرے گھی کی ملاوٹ کر دی جائے، اس طرح خریدار سے پورے ایک کلو دیسی گھی کے پیسے لئے، لیکن جتنا اس کا حق بنتا تھا وہ اس کو پورا نہیں دیا۔ یہ

بھی ''تطفیف'' (کم کرنے) میں داخل ہے اور اس میں خریدار کی حق تلفی کا گناہ ہے، نیز اس کے علاوہ اس میں دھوکہ دہی کا گناہ بھی ہے۔ اس لئے خریدار کو دھوکہ دینے اور ملاوٹ کرنے سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اگر ملاوٹ کی جائے تو خریدار کو صاف صاف بتا دیا جائے کہ اس میں اتنا مال اصلی ہے اور اتنی ملاوٹ ہے، تاکہ اس کو دھوکہ نہ ہو۔

اسی طرح بعض دکاندار نقلی اور دو نمبر مال کو اصلی اور ایک نمبر بتا کر بیچتے ہیں، لوکل مال کو امپورٹڈ کا لیبل لگا کر فروخت کرتے ہیں، ادنیٰ کوالٹی کے مال کو اعلیٰ کوالٹی بتا کر بیچتے ہیں، اوپر اچھا مال اور نیچے گھٹیا مال رکھتے ہیں تاکہ خریدار مال کے ظاہری حصہ کو دیکھ کر مطمئن ہو جائے اور پورے عمدہ مال کے برابر قیمت دے کر مال خرید لے، کسی اعلیٰ کمپنی کا نام یا اس کا لیبل کسی دوسری کمپنی کے مال پر لگا کر بیچتے ہیں، اسی طرح کسی کم قیمت والی چیز پر مہنگی چیز کا لیبل چپکا کر، یا سستی اور غیر معروف کمپنی کی چیز کی خلافِ واقعہ جھوٹی تعریف کرکے اور خوبیاں بیان کرکے اچھے داموں فروخت کرتے ہیں، یہ سب طریقے غلط اور ناجائز ہیں، ان میں خریدار کی حق تلفی ہے کہ اس سے پیسے پورے لئے، لیکن مال دیتے وقت اُس کا حق پورا نہیں دیا۔ ایسا کرنے سے بچنا ضروری ہے اور جو چیز جیسی ہے وہی بتا کر بیچنا ضروری ہے۔

کم دینے کی ایک خاص صورت

کم دینے کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ کچھ مال خراب رکھ دیا جیسے کچھ انڈے گندے رکھ دیئے، اب تعداد پوری ہے، لیکن اندر ایک دو انڈے خراب بھی ہیں، یہ بھی گنتی میں کمی ہے، کیونکہ اگر بیچے جانے والے سامان میں کوئی عیب اور نقص ہو تو وہ عیب خریدار کو بتانا ضروری ہے تاکہ اُسے دھوکہ نہ ہو، اور عیب کے ساتھ خریدنا چاہے تو خرید لے ورنہ چھوڑ دے۔ عیب چھپا کر سامان فروخت کرنا جائز نہیں، گناہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ.[1]

ترجمہ

جو شخص عیب دار چیز فروخت کرے اور اس عیب کے بارے میں خریدار کو نہ بتائے تو ایسا شخص مسلسل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا اور فرشتے ایسے آدمی پر مسلسل لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

لہٰذا ملاوٹ کرکے، دھوکہ دے کر اور عیب چھپا کر کوئی چیز فروخت کرنا حقیقت میں دھوکہ دینا ہے اور خریدار کے حق میں کمی کرنا ہے، جس کی شریعت میں اجازت نہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرہ کا یہ حال ہوگیا ہے کہ

---

[1] سنن ابن ماجه: ۲/ ۷۵۵

فروخت کرنے والے نہ صرف یہ کہ عیب نہیں بتاتے بلکہ تمام خرابیوں سے واقف ہونے کے باوجود جھوٹی قسمیں کھا کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ بہت اچھی اور اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اس کو خرید لیں۔ یہی وجہ ہے کہ پورا معاشرہ عذاب میں مبتلا ہے، ہر شخص بد امنی، بے چینی اور پریشانی کا شکار ہے، یہ عذاب ہمارے گناہوں کا نتیجہ اور وبال ہے۔

خلاصہ یہ کہ جتنی چیزیں تول کر بیچی جاتی ہیں، جتنی چیزیں ناپ کر بیچی جاتی ہیں، جتنی چیزیں گن کر بیچی جاتی ہیں سب میں برابر سرابر اور صحیح صحیح دینا ضروری ہے، اور کچھ زیادہ دینا افضل اور مستحب ہے، اور ناپ تول میں کچھ کم دینا حرام ہے اور ناجائز ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اس گناہ میں مبتلا تھی جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر دو وجہ سے عذاب آیا، ایک ایمان نہ لانے کی وجہ سے، دوسرے ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کوتاہی

ناپ تول کی کمی میں صرف یہ تین چیزیں نہیں ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، یہ تو مثال کے طور پر بیان کی ہیں اور مشہور و معروف بھی ہیں، ورنہ حضراتِ مفسرین نے کمی وبیشی کی اور بھی تفصیل بیان فرمائی ہے اور حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے ان کی تشریح فرمائی ہے، چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سارے

حقوق داخل ہیں، بندوں کے سارے حقوق داخل ہیں، اللہ تعالیٰ کے حقوق بہت سارے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ ان عبادات میں کوتاہی کرنا اور پورے آداب کے ساتھ ادا نہ کرنا بھی ''تطفیف (کمی کرنے)'' کے اندر داخل ہے۔ مثلاً نماز کی ادائیگی میں سستی کی جائے اور وقت پر ادا نہ کی جائے یا جلدی جلدی اطمینان کے بغیر نماز پڑھی جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں کمی اور کوتاہی ہے۔ یا صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اور صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی ہے۔

معلوم ہوا کہ صرف تاجر حضرات ہی اس گناہ میں مبتلا نہیں ہیں، بلکہ ہر طبقہ اور ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والا شخص اس گناہ میں مبتلا ہوسکتا ہے، کیونکہ ہر انسان کے ذمہ کچھ نہ کچھ حقوق ہوتے ہیں اور جن حقوق کی ادائیگی ذمہ میں واجب ہو خواہ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہو یا بندوں کے حقوق سے، ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا ''کمی کرنے'' میں داخل ہے اور ایسا ہی گناہ ہے جیسا ناپ تول میں کمی کرنے کا گناہ ہے، اور اس پر وہ ساری وعیدیں صادق آئیں گی جو ناپ تول کی کمی پر بیان ہوئی ہیں۔

اسی طرح جتنے معاملات ہیں ان میں سارے معاہدے بھی آجاتے ہیں یعنی ہم کسی سے اُجرت پر کوئی کام کروا رہے ہیں کہ ہمارے لئے یہ مکان بنا

دو، ہمارا یہ پلاٹ بنا دو، ہماری یہ گاڑی درست کردو، ہمارا میٹر صحیح کردو، ہماری گھڑی خراب ہوگئی ہے اسے درست کر دو، ہماری فلاں چیز خراب ہوگئی ہے پیسے لے لو اور ٹھیک کر دو، طے ہو جاتا ہے کہ اتنے پیسوں میں آپ ہماری یہ چیز ٹھیک کر دیں گے، یہ بھی اسی میں داخل ہے، اَب ضروری ہے کہ جس سے معاملہ ہوا ہے معاہدے کے مطابق پوری طرح ٹھیک کر کے دے۔

کسی کام کے کرانے میں عموماً دو چیزیں ضرور ہوتی ہیں

اس قسم کا معاملہ کرنے میں عموماً دو باتیں ہوتی ہیں، ایک عمل، دوسرا وقت، دونوں باتیں عام طور پر طے ہوتی ہیں کہ یہ کام کتنے دن میں کریں گے مثلاً وہ کہے کہ بنگلہ بنانے میں ایک سال لگے گا تو ایک سال میں کرنے کا پابند ہوا اور پھر جو کچھ طے ہوا ہے کہ اس میں مال میٹریل کیسا لگے گا اس کا وہ پابند ہے، اگر اس کے مطابق کرے گا تب اس نے صحیح کیا اور اگر اس میں ڈنڈی ماری جیسا کہ عموماً ہوتا ہے کہ معاہدہ کچھ کرتے ہیں اور لگاتے کچھ ہیں، اپنی بچت کے لیے ہر طرح کی کمی وبیشی کرتے ہیں تو یہ غلط ہے اور ناجائز ہے۔

اسی طرح طے شدہ وقت کی پابندی بہت کم لوگ کرتے ہیں، ورنہ ہماری مارکیٹیں اور ہمارے بازار وعدہ خلافی کے گناہ سے بھرے ہوئے ہیں، مشکل سے کوئی تاجر یا کوئی کاریگر ایسا ہوگا جو وعدہ پورا کر کے وقت پر کام کر دے گا اور تسلی بخش کر کے دے گا، ورنہ جھوٹے وعدے کرنے والے اور صحیح کام کر

کے نہ دینے والے بہت ہیں، بلکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کام تو کر دیتے ہیں مگر ایسا کر کے دیتے ہیں کہ ہفتہ دس دن چل جائے پھر دوبارہ ہمارے پاس آجائے، پھر نئے سرے سے ہمارا ان کا معاملہ ہو پھر پندرہ بیس دن، مہینے دو مہینے صحیح نکال لے، اس کے بعد پھر وہ دوبارہ خراب ہو جائے یعنی کچا کام کرتے ہیں، پکا کام کر کے نہیں دیتے، اوریجنل میٹریل نہیں لگاتے، نقلی لگا دیتے ہیں، دو نمبر لگا دیتے ہیں، وہ تھوڑے دن چلتا ہے پھر خراب ہو جاتا ہے، اسی طرح تعمیر میں بھی ہوتا ہے، گاڑیوں کو ٹھیک کرنے میں بھی ہوتا ہے، گھڑیوں کی مرمت میں بھی یہ ہوتا ہے، کپڑے سینے میں بھی ہوتا ہے۔ غرض اُجرت پر جتنے کام کئے جاتے ہیں اور کرائے جاتے ہیں ان میں زبردست ڈنڈی ماری جاتی ہے اور وعدہ خلافی کی جاتی ہے اور اکثر معاہدے کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

ملازمت کے اوقات میں کام صحیح نہ کرنا اور ڈنڈی مارنا

اسی طرح ملازم جس نے اپنے مالک یا ادارہ یا کسی کمپنی سے چند گھنٹے ڈیوٹی کرنے کا معاہدہ کرلیا تو گویا اب یہ گھنٹے ملازم نے فروخت کر دیئے اور اس کے عوض تنخواہ لے رہا ہے، لہٰذا اگر وہ تنخواہ پوری پوری لے لیکن ڈیوٹی پوری نہ دے مثلاً آٹھ گھنٹے کے بجائے سات گھنٹے کام کرے یا اوور ٹائم میں کام نہ کرے اور اس کی اُجرت وصول کرے یا اس وقت کو مالک کی مرضی

کے خلاف اپنے ذاتی کاموں میں صَرف کرے یا ڈیوٹی کے وقت میں فرائضِ منصبی پوری طرح انجام نہ دے تو اس کا یہ عمل بھی ''ناپ تول میں کمی کرنے کے گناہ'' میں داخل ہے اور حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ کیونکہ یہ تنخواہ لیتے وقت اپنا حق پورا وصول کر رہا ہے لیکن جب دوسروں کا حق دینے کا وقت آیا تو کم دے رہا ہے۔

اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ بعض سرکاری ملازمتوں میں جیسا کہ آجکل محکمۂ تعلیم میں بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض ملازمین گھر بیٹھ کر ادارہ سے تنخواہ وصول کرتے رہتے ہیں یا قانونی اجازت کے بغیر اپنی جگہ کوئی دوسرا ملازم کم تنخواہ پر رکھ کر خود پوری تنخواہ لیتے رہتے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، جس سے بچنا واجب ہے۔

ٹیکسی / رکشہ والوں کا میٹر تیز کر کے زیادہ کرایہ وصول کرنا

اسی طرح ٹیکسی اور رکشہ والے جو اپنا کرایہ میٹر کے حساب سے وصول کرتے ہیں اُن پر لازم ہے کہ وہ اپنا میٹر معمول کے مطابق رکھیں تا کہ سواریوں سے جائز طریقہ سے کرایہ وصول ہو سکے، لیکن اگر کوئی ڈرائیور اپنا میٹر تیز کرے تا کہ زیادہ سے زیادہ کرایہ حاصل ہو تو یہ بھی مسافر کی حق تلفی ہے، کہ جتنا سفر اس نے طے کیا ہے اس سے زیادہ کرایہ اس کو ادا کرنا پڑا۔ اور ڈرائیور کو حق تلفی کا گناہ ہوگا کہ اس کو جتنی رقم میں گاڑی کی سہولت دینی

چاہئے تھی اس سے زیادہ رقم وصول کی، اور جتنی رقم وصول کی اس کے بقدر سہولت نہیں دی۔

صرف عبادات کا نام دین نہیں

اندازہ کریں کہ کس طرح ہمارا پورا معاشرہ کم ناپنے کم تولنے کے گناہ میں ڈوبا ہوا ہے، ہمارے بازار، ہماری مارکیٹیں اور دفاتر، فیکٹریاں، مِلیں اور جہاں جہاں بھی لوگ نوکریاں کر رہے ہیں سب جگہ اکثر و بیشتر یہی حال ہے، اس سے اندازہ کریں کہ ہمیں اصلاح کی کتنی ضرورت ہے، دین صرف نماز پڑھنے کا نام نہیں ہے، صرف روزے رکھنے کا نام نہیں ہے، صرف حج اور زکوٰۃ دینے کا نام نہیں ہے، صرف تسبیح اور تلاوت کرنے کا نام نہیں ہے، یہ کام بھی کرنے ضروری ہیں اور کرنے چاہئیں، یہ بھی دین کی باتیں ہیں۔

بعض ظاہری دین داروں کی خوش فہمی

آج کل ہمارے معاشرے کا پورا آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے، بعض لوگوں کو خوش فہمی ہو جاتی ہے کہ ہم بڑے متقی ہیں، ہم بڑے پرہیزگار ہیں، ہم اللہ والے ہیں، ہم پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتے ہیں، ہم تہجد گزار ہیں، ہم ہر سال عمرہ کرنے جاتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ ایک طرح سے چور ہیں، مثلاً کم تول کر مٹھائی چوری کر رہے ہیں، کم ناپ کر دودھ چوری کر رہے

ہیں، تیل چوری کر رہے ہیں، ڈیوٹی میں چوری کر رہے ہیں، کام میں چوری کر رہے ہیں، محنت میں چوری کر رہے ہیں، ٹائم کی چوری کر رہے ہیں، غرض چور بنے ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا عابد و زاہد سمجھے ہوئے ہیں، اللہ بچائے!

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا دوسرا بڑا گناہ

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا دوسرا بڑا گناہ یہ تھا کہ وہ ڈاکہ ڈالتے تھے، ڈاکہ ڈال کر دوسروں کا مال چھین لیتے تھے، اور جانی نقصان بھی پہنچاتے تھے، آپ جانتے ہیں کہ ناحق کسی کا مال لینا حرام اور قطعاً ناجائز ہے، کسی کو قتل کرنا اور بھی زیادہ سخت حرام، گناہ کبیرہ اور ناجائز ہے، تو قتل کرنا بھی حرام، ڈاکہ ڈالنا بھی حرام، ہراساں کرنا یعنی ڈرانا دھمکانا بھی حرام، کسی کا ناحق مال چھیننا بھی حرام ہے، یہ سارے گناہ یہ لوگ کرتے تھے۔

زمین میں فساد پھیلانے کا مطلب

زمین میں فساد پھیلانے سے یہی مراد ہے کہ وہ مسافروں کو لوٹا کرتے تھے اور ڈاکے ڈالا کرتے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ ان گناہوں سے باز رہو اور ایمان لاؤ اور میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں، حضرت شعیب علیہ السلام ان کو سچی سچی باتیں فرماتے اور صحیح صحیح باتیں ارشاد فرماتے، لیکن اس کے جواب میں قوم ان پر اعتراض کرتی تھی، اور یہ اعتراض

اس لئے ہوتا تھا کہ ماننا نہیں ہے، اس لیے کبھی یہ اعتراض کرتے کہ کسی نے آپ پر بڑا بھاری جادو کر دیا ہے جس کے نتیجے میں آپ ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں اس لیے ہم آپ کی بات کیسے مانیں! یہ ان کے نہ ماننے کے بہانے ہوتے تھے۔

قوم کے عذاب کا مطالبہ

پھر انہوں نے کہا کہ اگر واقعی آپ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں تو آسمان کا ایک ٹکڑا ہم پر گرا دیں، تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ واقعی آپ سچے ہیں اور آپ کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی طاقت ہے، اس کی مدد اور حمایت ہے، اگر یہ کرو گے تو آپ سچے ہو گے اور ہم جھوٹے، اور یہ بھی صرف نہ ماننے کے لیے کہتے تھے، کیونکہ ان کے ذہن میں یہ تھا کہ حضرت شعیب علیہ السلام ایسا نہیں کریں گے، نہ ایسا ہوگا، لہٰذا ہمیں ماننا بھی نہیں پڑے گا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اس کا بھی جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تم کیا کیا کر رہے ہو، یعنی یہ عذاب نازل کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے، یہ محض اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں، تمہارے اعمال کے مطابق جب اور جس وقت اور جیسا عذاب نازل کرنا چاہیں گے نازل کر دیں گے، اگر تم مجھ سے عذاب نازل کرنے کا مطالبہ کرو کہ میں فوراً تم پر کوئی عذاب اُتار دوں یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔

سخت گرمی اور آگ کا عذاب

آخر میں فرمایا ''فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ'' آخر کار ان کے اُوپر سائبان کے دن کا عذاب آ گیا اور اس نے ان کو پکڑ لیا، ان کے پاس عذاب اس طرح سے آیا کہ جب وہ کسی طرح بھی ایمان نہیں لائے اور اپنے انکار پر اَڑ گئے اور اپنی ضد پر جم گئے اور ایمان قبول نہیں کیا تو آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت گرمی مسلط فرما دی، اتنی سخت گرمی کہ نہ گھر میں سکون ملتا تھا نہ گھر کے باہر سکون ملتا تھا، گھر کے باہر بھی بے قراری اور بے چین، گھر میں بھی بے قراری اور بے چین، شدید گرمی میں جب خاص طور پر حبس بھی ہو تو آدمی کا برا حال ہوتا ہے، نہ گھر میں سکون ملتا ہے نہ گھر کے باہر سکون ملتا ہے، اور آدمی کا سانس گھٹتا ہے، اس سے بھی کہیں زیادہ ان کو تکلیف ہوئی، جب وہ خوب بے قرار ہو گئے اور بے چین ہوئے اور وہ جنگل کے قریب آباد تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا، وہ جنگل پر چھا گیا اور اس کے نیچے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، گرمی میں ٹھنڈک کی ضرورت ہوتی ہے، جیسے ہی ان کو پتہ چلا کہ بادل آ گئے اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں تو وہ سب اپنے اپنے گھروں سے نکل کر ٹھنڈک لینے اور گرمی سے بچنے کے لیے بادل کے نیچے جا کر جمع ہو گئے کہ ابھی بارش برسے گی تو ہمارے جسم میں اور ٹھنڈک پیدا ہو جائے گی اور گرمی ختم ہو جائے گی، سکون و چین اور آرام مل جائے گا،

لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا، چنانچہ اس میں سے بجائے بارش کے آگ برسی، اور سب اسی سے جل بُھن کر ختم ہو گئے، اللہ بچائے! اس طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر نازل ہوا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے عذاب سے سبق

اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ایمان نہیں لائی، یہ ان کا سب سے بڑا قصور تھا، پھر یہ ناپ تول کے بدترین گناہ میں مبتلا تھی جس میں بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لا کر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی کوتاہی کی اور ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے اور ڈاکہ وغیرہ ڈالنے کی وجہ سے بندوں کے ساتھ بھی زیادتی اور ظلم کیا اور ان کی حق تلفی کی، لہٰذا ان گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اُن پر ایسا ہولناک عذاب آیا کہ وہ دنیا ہی میں آگ میں جل کر ختم ہو گئے۔

ہم پر عذاب نہ آنے کی وجہ

آج ہمارے یہاں بھی یہ گناہ عام طور پر پایا جاتا ہے جیسا کہ اُوپر لکھا گیا، لیکن ہم پر عذاب اس لیے نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول فرمائی ہوئی ہے کہ یا اللہ! ایسا عذاب میری اُمت پر نہ آئے جس

سے سب کے سب ہلاک ہو جائیں، یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مانگ رکھی ہے۔ اور ایک دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کے لیے بچا کر رکھی ہوئی ہے، سبحان اللہ!! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت پر کیسے شفیق و مہربان ہیں کہ ایک دعا مانگ لی اور اللہ تعالیٰ سے قبول کروا لی اور ایک دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کے لیے بچا کر رکھی ہوئی ہے، وہ دعا آخرت میں اپنی اُمت کی مغفرت کے لیے کریں گے، اور اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول کریں گے اور پھر بہانے بہانے سے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی آخرت میں مغفرت اور بخشش فرما کر ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی وجہ سے ہم پر اجتماعی عذاب نہیں آرہا، ورنہ ہمارا پورا معاشرہ ان گناہوں میں مبتلا ہے، جیسا کہ بندہ نے عرض کیا کہ کوئی مارکیٹ مستثنیٰ نہیں ہے، کوئی فیکٹری مستثنیٰ نہیں ہے، کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں ناپنے میں، تولنے میں، نوکری میں، معاہدات میں کمی و بیشی نہ ہوتی ہو، یہ گناہ عام ہے، اس کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے عذابِ عام سے بچے ہوئے ہیں، ورنہ کب کا عذاب آجاتا۔

دنیا میں گناہوں کا اثر

بہرحال حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے واقعہ میں قیامت تک آنے والے ہر انسان کو سبق دیا گیا ہے کہ اس گناہ کا انجام آخرت میں جو ہوگا

وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن دنیا میں بھی اس کا نقصان آتا ہے۔ گناہ کا ایک اثر دنیا میں ضرور ہوتا ہے مثلاً بے چینی، بے قراری، بے سکونی وغیرہ۔ جتنے بھی ناپ تول میں ڈنڈی مارنے والے یا کم تولنے والے ہیں ان کو کبھی سکون نصیب نہیں ہوتا، چاہے کتنے ہی لکھ پتی ہو جائیں، کتنے ہی کروڑ پتی اور ارب پتی ہو جائیں کبھی سکون نہیں ملے گا، کبھی راحت نہیں ملے گی، یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہے اور یہ دنیا کا عذاب ہے جس میں آدمی مرتا نہیں ہے مگر تڑپ جاتا ہے اور بے قرار ہو جاتا ہے، نہ رات کو سونے کا مزہ، نہ دن کا سکون، نہ کوئی راحت، نہ کوئی عزت، کیونکہ دوسروں کا حق مارا ہوا ہے۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کوتاہیاں تقریباً ہم سب سے ہوجاتی ہیں، اس لئے ہمیں اس گناہ سے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ بھی ٹھیک ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور خاص طور سے بندوں کے جو حقوق اور معاملات ہیں ان میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ پورا پورا حق ادا ہو جائے۔ اور ذرا سی حقیر دنیا حاصل کرنے کی خاطر اپنے ذمہ آخرت میں ادا کرنے کی سخت ذمہ داری ہرگز نہیں لینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

مکتبۃ الاسلام کراچی

نفلی صدقہ

اور

صدقہ جاریہ

اس میں صدقہ کی دو قسمیں، ان کے فضائل اور ان کی مختلف صورتیں لکھی گئی ہیں اور ان میں حصہ لینے کا آسان طریقہ لکھا گیا ہے۔

افادات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ملنے کے پتے

مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی
موبائل: 0300-8245793

ادارۃ المعارف کراچی
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی
موبائل: 0300-2831960

مکتبۃ الایمان
مدرسہ تعلیم القرآن، جامع مسجد فاطمہ
جیل روڈ ہیرآباد، حیدرآباد

دیگر مطبوعات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

کی مختلف موضوعات پر درج ذیل کتابیں، اور رسائل بھی بہت آسان اور مفید ہیں، جو ہر گھر کی ضرورت ہیں، ہر شخص کو ان کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

- فقہی رسائل (دو جلدوں میں)
- وضو درست کیجئے
- کامل طریقہ نماز
- کرسی پر نماز کے ضروری مسائل
- زکوۃ کے فضائل و مسائل
- روزانہ کے معمولات اور جمعہ کے معمولات
- قرآن کریم کی فضیلت اور ایمان کی حفاظت
- معراج کا سچا واقعہ
- لعنت والے گناہ
- پانچ حدیثیں
- مختصر سیرتِ طیبہ
- مسلمانوں کی مدد کیجئے
- موبائل فون کی نعمت اور ضروری احکام
- تسلی کی باتیں
- ترکی کا سفر
- شادی بیاہ کے اسلامی احکام
- عقیقہ کے فضائل و مسائل
- حفاظت کی دعائیں
- مختصر آدابِ نکاح
- ماہ رمضان کے فضائل اور مسائل
- اعتکاف کے فضائل و مسائل
- مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں اعتکاف کے ضروری مسائل
- قربانی کے فضائل و مسائل
- خواتین کا پردہ
- عمرہ کا آسان طریقہ
- حج و عمرہ
- قربانی کے مسائل
- وصیت کی اہمیت اور اس کے لکھنے کا طریقہ
- موت کی بدعات اور رسمیں
- تقسیم وراثت کی اہمیت

مکتبۃ الاسلام کراچی